❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اہل بیت
وقت 5-7 منٹ

اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء:24)

ترجمہ: نیز یہ بھی (تم پر حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو (اپنے نکاح میں) اکٹھا کرو سوائے اس کے جو پہلے گزر چکا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مرد و زن دونوں ہوں ہم خیال و ہمرکاب
ازدواجی زندگی ہے کامگار و کامیاب

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان سیرت اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریک حیات تھیں۔ آپؓ کی والدہ رومی تھیں۔ آپؓ مصر کے حفن نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ امّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کی ازدواجی حیثیت کے متعلق بعض غیر محتاط مسلم مؤرخین نے نادانستہ اور غیر مسلم مؤرخین نے دانستہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ آپ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی اور کنیز تھیں اور آپؓ کی حیثیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات سے کم تر تھی۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کی حیثیت ایک کنیز کی ہرگز نہ تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے باقاعدہ نکاح فرما کر آپؓ کو ازواج مطہرات میں شامل فرمایا تھا۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے اپنی کتاب فصل الخطاب میں بھی عیسائی پادریوں کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے عام روایات کے مطابق حضرت ماریہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُریہ بی بی اور امّ الولد (یعنی آپؐ کے صاحبزادہ کی ماں بننے کے نتیجے میں آزاد ہونے والی) بیان فرمایا ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت 53 کی وضاحت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی ماریہ کو لونڈی قرار دیا ہے جسے آپؐ نے نکاح میں لے لیا تھا۔ لونڈی سے نکاح کے ثبوت کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان فرمودہ یہ اصول بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ

"اگر وہ (لونڈیاں) مکاتبت کا مطالبہ نہ کریں تو ان کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنانا ناجائز ہے یعنی نکاح کے لیے ان کی لفظی اجازت کی ضرورت نہیں۔"

آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ماریہؓ کو مقوقس مصر نے اپنے ملک کے رواج کے مطابق لونڈی کے طور پر تحفۃً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجا تھا۔ پس وہ اس آیت کے حکم سے باہر ہیں اور ان سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ثابت ہے۔ سورۃ اُحزاب کی آیات 51 اور 53 دونوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لونڈی کی جو اجازت ہے اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رائے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجازت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ممکن ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجازت کو سورۃ الانفال کے اس حکم سے مشروط سمجھا ہو کہ "کسی نبی کے لیے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کئے بغیر قیدی بنائے" (الانفال:68)۔ اس حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے آپؐ نے کبھی کوئی غلام یا لونڈی نہیں رکھی اور اخلاق فاضلہ کا وہ بہترین نمونہ دکھایا جسے ہمیشہ کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا۔ اس لحاظ سے بھی اوّل الذکر رائے کہ حضرت ماریہؓ کی حیثیت لونڈی کی تھی قابل غور ہے۔ اس کے مقابل پر اس رائے میں وزن معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی ماریہؓ کو روز اوّل سے اپنے حرم میں شامل کرکے ازواج مطہرات جیسا سلوک کیا، ان سے پردہ کروایا اور الگ رہائش کا انتظام کیا۔ اس رشتہ کے نتیجہ میں مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ سے تعلقات پیدا ہوئے۔ (اہل بیت رسولؐ صفحہ 215-216)

سامعین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقعدہ 6 ہجری میں جب شاہان عرب و عجم کو اسلام کی دعوت دی تو قبطی قوم کے عظیم راہنما مقوقس والی مصر کو بھی ایک خط لکھا۔ مقوقس نے خط کی مہر اور دستخط دیکھے اور اسے پڑھا۔ اس کے بعد اس خط کو ہاتھی کے دانت کے بنے ایک برتن میں رکھوایا اور حاطب بن ابی بلتعہ سے کہا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصفات کے بارے میں کچھ بتائیں۔ مقوقس نے تھوڑا غور کرنے کے بعد کہا:

”میں سوچتا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام سے ظہور کریں گے، کیونکہ وہ پیغمبروں کے ظہور کرنے کی جگہ ہے۔ اب معلوم ہو رہا ہے کہ انہوں نے جزیرۃ العرب سے ظہور کیا ہے۔ تم ایک دانا انسان ہو، جو ایک دانا شخص کے سفیر بن کر آئے ہو میں نے اُن کی تعلیم میں اعتدال پایا ہے وہ جادوگر یا کاہن نہیں لگتے۔ میں اس پر مزید غور کروں گا۔“

اس کے بعد اُس نے کاتب سے کہا کہ یوں لکھے:

”میں نے آپ کے خط کو پڑھا، جو کچھ اس میں لکھا تھا، اس سے آگاہ ہوا اور آپ کی دعوت سے بھی مطلع ہوا۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ پیغمبرِ آخر الزمان شام سے ظہور کریں گے۔ میں آپ کے قاصد کا احترام کرتا ہوں اور اس کے ہمراہ قبط (مصر) کی عظیم سرزمین سے لباس و مرکب (سواری) کے ساتھ دو کنیزیں بھیج رہا ہوں جنہیں قبطی قوم میں بڑا درجہ حاصل ہے۔“

(ابن سعد جلد 1 صفحہ 260)

مقوقس نے خط کو حاطب کے حوالہ کیا اور معافی مانگی اور ان کے ہمراہ ماریہ و سیرین نامی دو معزز لڑکیاں، ایک غلام اور ان کے ساتھ ہزار مثقال سونا، بیس جوڑے مصری لباس، ایک خاکستری رنگ کے خچر کے علاوہ شہد، عود، مشک و عطر کی ایک مقدار بھیجی تھی۔ حضرت ماریہؓ اور اُن کی بہن سیرین مدینہ کی طرف جاتے ہوئے، اپنے وطن سے دوری کی وجہ سے غمگین تھیں اور اپنی سرزمین کی یاد میں آنسو بہاتی تھیں۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے غم واندوہ کا احساس کیا۔ اس لئے ان کے سامنے مکہ و حجاز کے بارے میں کچھ قصے اور داستانیں بیان کیں۔ اس کے بعد دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ ان دونوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور تعلیمات اور دین اسلام کی اچھائی کو پسند کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔

(ازواج مطہرات کا انسائیکلوپیڈیا)

مصر کے بادشاہ کا یہ بھی خیال تھا کہ آنے والے نبی کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ دو بہنوں سے اکٹھے شادی نہیں کرے گا اسی لیے اُس نے دو بہنیں تحفے کے طور پر ساتھ بھیجیں تھیں اور اُس زمانہ میں اپنے خاندان کی دو معزز لڑکیاں رشتہ کی غرض سے بھیجنا آپس کے تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

سامعین! اُس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی حدیبیہ سے واپس لوٹے تھے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ پیغمبر اسلام کے پاس حاضر ہوئے اور مقوقس کا خط اور تحفے پیش کئے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقوقس کا خط اور اس کے تحفے دیکھے اور چونکہ حضرت ماریہؓ کسی جنگ میں اسیر ہو کر نہیں آئی تھیں اس لئے ان کی آزاد حیثیت برقرار تھی اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ کو اپنے عقد زوجیت میں لے لیا اور سیرین کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو ایک مشہور ادیب و شاعر تھے کے عقدِ زوجیت میں دے دیا۔ اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی حکم جیسا کہ خاکسار نے ابتداء میں آیت تلاوت کی ہے کے مطابق مصر کے بادشاہ کی بیان کردہ نشانی کی بھی تصدیق فرمادی۔

سامعین! اکثر مؤرخین حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ لونڈی ہی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں شامل نہیں ہوتیں لیکن اگر ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ دیکھیں تو ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ غلاموں کی آزادی کی ہی تعلیم دی اور خود بھی اسی بات پر عمل کیا۔ روایات سے ثابت ہے کہ کوئی ایک غلام بھی آپؐ نے اپنے قبضہ میں رکھنا پسند نہیں فرمایا۔ صرف غزوہ حنین میں ایک دن میں ہی آپؐ نے چھ ہزار غلاموں کی آزادی کا حکم دیا۔ لیکن ذاتی طور پر جو غلام آپؐ نے آزاد کئے وہ ایک روایت کے مطابق 63 تھے۔ اپنی بیٹی فاطمہؓ کے سوال کرنے پر بھی انہیں غلام عطا نہیں کیا بلکہ تسبیحات اور ذکر الٰہی سے اللہ کی مدد چاہنے کی طرف توجہ دلائی۔ گویا آپؐ نے ہمیشہ غلام آزاد کیے اور بوقت وفات آپؐ نے کوئی ایک غلام یا لونڈی ترکہ میں نہیں چھوڑی۔ اس لحاظ سے حضرت ماریہؓ کو لونڈی بنا کر رکھنا آپؐ کے مزاج اور عادت کے خلاف تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے عقد فرما کر اپنی ازواج میں شامل فرمایا۔ باقی ازواج کی طرح اُن سے بھی پردہ کروایا اور اُن کی تعلیم تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء میں انہیں مسجد کے قریب

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں رکھا لیکن بعد میں مدینہ کے نواح میں ایک کھجور کے باغ میں ٹھہرایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں وہ باغ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو عطا فرما دیا تھا۔

(طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 212)

یہ جگہ آج بھی مشربہ اُم ابراہیم کے نام سے جانی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مقام ملا تھا، اس لئے وہ کافی خوش تھیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس خاتون سے کافی راضی تھے، کیونکہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تمام کوششیں بروئے کار لاتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستور کی مکمل طور پر اطاعت اور فرمانبرداری کرتی تھیں۔

سامعین! ذوالحجہ 8 ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ایک بیٹے حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد زوجہ مطہرہ تھیں جن کے بطن سے نرینہ اولاد ہوئی۔ آپؓ اُم ابراہیم بھی کہلاتی تھیں۔ جب حضرت ماریہؓ حاملہ ہوئیں تو جبریلؑ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ”اے ابوابراہیم! آپؐ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ماریہ سے ایک لڑکا عطا کرنے والا ہے اور ارشاد ہے کہ آپ اس کا نام ابراہیم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ بیٹا مبارک کرے اور دنیا اور آخرت میں اسے آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنائے۔“

(تاریخ دمشق جلد 1 صفحہ 110)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کی ولادت سے اگلے روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”آج رات مجھے اللہ تعالیٰ نے لڑکا دیا ہے جس کا نام مَیں نے اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا ہے۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان و العیال)

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

سامعین! حضرت ماریہؓ کی دایہ حضرت سلمیٰؓ تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر ابو رافعؓ کو یہ خوشخبری سنائی اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نومولود کی خوشخبری دی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوشخبری پر حضرت ابو رافعؓ کو ایک غلام انعام کے طور پر دیا۔ جب حضرت ابراہیمؓ سات دن کے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیقہ کے لئے ایک بھیڑ کو ذبح کیا اور نومولود کے بال منڈوائے اور ان کے وزن کے برابر راہ خدا میں چاندی دی۔

(ابن عساکر جزء 3 صفحہ 236)

انصار کی خواتین ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے میں رقابت کر رہی تھیں اور اس طرح وہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک تر ہونا چاہتی تھیں کیونکہ وہ بخوبی جانتی تھیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو عزیز رکھتے ہیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعی بننے کی سعادت بالآخر حضرت اُم بردہؓ خولہ بنت منذر بن زید کو حاصل ہوئی۔

(تاریخ دمشق جلد 7 صفحہ 413)

کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابو سیفؓ کی بیوی حضرت اُم سیفؓ نے رضاعت کی سعادت حاصل کی۔

آنحضورؐ کو حضرت ابراہیمؓ سے بہت محبت تھی۔ آپؐ ان کو دیکھنے ان کے رضاعی والدین کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی ابراہیمؓ کو آپؐ کے پاس بھی لایا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیمؓ نے تقریباً 18 ماہ کی عمر پائی کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ایک صدیق نبی ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن دیا جائے۔ اس کے بعد ان کے جنازہ کو اٹھا کر قبرستان بقیع میں لایا گیا اور اس جگہ پر سپرد خاک کیا گیا۔ حضرت ماریہؓ بھی اپنی اکلوتی اولاد کی وفات پر غمگین تھیں۔ آپؓ کی بہن سیرین روایت کرتی ہیں کہ جب ابراہیمؓ کے آخری لمحات تھے تو مَیں اور میری بہن ماریہ رونے لگے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اونچی آواز میں رونے سے منع فرما دیا۔

(طبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 8 صفحہ 215)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہؓ اور اپنے بیٹے کے ننھیالی رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ اچھا تعلق رکھا۔ آپؐ نے اہلِ مصر کے بارہ میں مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ ’’جب تم مصریوں پر غالب آؤ تو اُن سے حسنِ سلوک کرنا کیونکہ ان کے ساتھ ایک تو ’’ذمہ‘‘ کا تعلق ہے دوسرے ’’رحم‘‘ کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بھی انہی میں سے تھیں۔‘‘

(طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 50)

سامعین! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ماریہؓ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا وہ آپؐ کا خصوصی احترام کرتے اور آپؐ کیلئے باقاعدہ نفقہ کا انتظام فرماتے رہے جس طرح دیگر ازواج کے لئے فرماتے تھے۔ امّ ابراہیم حضرت ماریہؓ کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پانچ سال بعد محرّم 16ھ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے امّ المومنین حضرت ماریہؓ کے جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کو خصوصیت سے اطلاع کروا کے اکٹھا کروایا اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؐ کی تدفین جنّت البقیع میں ہوئی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

۞۞۞۞